روحانی اور جسمانی پانی

(فرمودہ ۲۴/ اگست ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

مؤمن انسان کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ ہر چیز سے نصیحت حاصل کرتا ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس کے لئے حکمت کا موجب ہوتی ہے اور بڑی سے بڑی چیز بھی اسے سبق سکھاتی ہے۔ جہاں کفار اور منکرین دین الٰہی یا وہ لوگ جن کے دلوں پر زنگ لگے ہوتے ہیں بڑے سے بڑے نشانات دیکھتے اور کہتے ہیں ہمیں کوئی نشان نظر ہی نہیں آتا وہاں اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھنے والے اور اس کی معرفت کے کسی نہ کسی مقام پر پہنچنے والے چھوٹی سے چھوٹی چیز میں بھی خدا تعالیٰ کی شان اور اس کا جلال دیکھتے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے رسول کریم ﷺ ایک جنگ کے بعد بیٹھے ہوئے تھے کچھ صحابہؓ بھی آپ کے پاس تھے دیکھا گیا کہ ایک عورت میدان جنگ میں آئی ہے۔ اس نے ایک بچہ کو اٹھایا چھاتی سے لگا کر چھوڑ دیا اور آگے چل دی۔ پھر دوسرا بچہ جو اسے نظر آیا اسے اٹھالیا اور چھاتی سے لگا کر چھوڑ دیا اور آگے چلی گئی۔ کئی دفعہ اس نے اسی طرح کیا حتیٰ کہ ایک بچہ اسے نظر آیا اسے اس نے اٹھا کر چھاتی سے لگالیا اور پھر آرام سے ایک جگہ بیٹھ گئی۔ دراصل اس کا بچہ کھویا گیا تھا وہ اپنے بچہ کی محبت کی وجہ سے جو بچہ دیکھتی اسے اٹھالیتی اور پیار کرتی۔ چونکہ وہ اس کا اپنا بچہ نہ ہوتا اس لئے چھوڑ دیتی اور اپنے بچہ کی تلاش شروع کر دیتی یہاں تک کہ اسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اسے لے کر آرام سے بیٹھ گئی۔

رسول کریم ﷺ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم نے اس عورت کو دیکھا کس بے تابی سے اپنے بچہ کو تلاش کر رہی تھی۔ اب جس طرح اس کا دل اپنے بچہ کو پا کر مطمئن ہو گیا ہے بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس وقت خوش ہوتا ہے جب اس کا کوئی گمراہ بندہ اس کی طرف

آجاتا ہے۔[1]

اس وقت وہاں کئی لوگ بیٹھے تھے۔ کئی نے تو اس عورت کی طرف دیکھا بھی نہ ہو گا۔ کئی ایک نے یہ خیال کیا ہو گا کہ کوئی پاگل عورت ہے جو ایک بچہ کو اٹھاتی اور پھر چھوڑ دیتی ہے اور آگے چل پڑتی ہے پھر دوسرے بچہ کو اٹھا لیتی ہے۔ کئی ایک نے زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا ہو گا کہ اس کا بچہ کھویا گیا تھا اس کی تلاش کر رہی تھی اور جب وہ مل گیا تو اسے لے کر آرام سے بیٹھ گئی مگر رسول کریم ﷺ کی نظر بہت اونچی گئی۔ آپ نے اس واقعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دیا اور بتایا کہ مؤمن کو چاہئے ہر بات سے فائدہ اٹھائے اور غور کر کے نصیحت حاصل کرے۔

ابھی پچھلے دنوں ہمارے ملک میں بارش کی کمی کی وجہ سے کتنی گھبراہٹ تھی اور ابھی ہے کیونکہ تاحال اس حد تک بارش نہیں ہوئی جتنی ہونی چاہئے۔ جسے دیکھو آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور زبان حال سے بارش کے لئے التجا کر رہا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے پانی نہ اتارا جائے تو موت نہایت بھیانک صورت میں لوگوں کے سامنے آجاتی ہے۔ مختلف علاقوں سے خبریں آرہی ہیں کہ لوگ بارش کے لئے دعائیں کر رہے ہیں اور کثرت سے خطوط آرہے ہیں کہ بارش برسنے کے لئے دعا کی جائے۔ یہ سب کچھ کیوں کیا جا رہا ہے۔ صرف اس لئے کہ ایک روٹی گیہوں یا جوار یا باجرہ کی یا چاولوں کی تھالی سے انسان محروم نہ ہو جائیں۔ مگر کیا کام ہے جو انسان اس دنیا میں کر رہا ہے۔ وہ کچھ عرصہ کھاتا پیتا پہنتا اور دنیا سے چلا جاتا ہے۔ پھر وہ کیا چیز ہے جس کے سنبھالنے کے لئے اتنی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر قحط پڑ جائے تو کیا ہو یہی کہ لوگ بھوکے مریں گے مگر وہ کام کیا کر رہے ہیں جس کے نہ کرنے سے دنیا کو نقصان پہنچ جائے گا۔ مگر باوجود اس کے کہ ان کی جانیں کچھ حقیقت نہیں رکھتیں۔ باوجود اس کے کہ وہ کچھ نشان چھوڑنے والے نہیں مگر محض اس لئے کہ ان کی جانیں ہیں اور وہ عارضی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کے عزیز اور رشتہ دار ان سے جدا تو ہوں گے مگر اس لئے کہ کچھ دن پہلے جدا نہ ہوں وہ اس قدر بے تابی اور بے قراری کا اظہار کر رہے ہیں لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جسمانی پانی اگر چند دن یا چند ہفتے یا چند مہینے دیر سے آئے تو سب لوگ گھبرا جاتے ہیں مگر روحانی پانی نہیں آتا تو اس کی پروا بھی نہیں کرتے۔

پھر کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جسمانی پانی کم عرصہ کے لئے رک جائے تو لوگ ہر جگہ اکٹھے ہو

ہو کر اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنا فضل کرے اور پانی اتارے۔ دعاؤں کے لئے خطوط لکھتے ہیں لیکن جب خدا تعالیٰ روحانی پانی اتارتا ہے تو لوگ اسے قبول نہیں کرتے اور اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ کیا حقیقت ہے جسمانی پانی کی اس روحانی پانی کے مقابلہ میں جو خدا تعالیٰ کے طرف سے آتا ہے۔ خدا کے کلام سے بارش کے چھینٹوں کو نسبت ہی کیا ہے۔ لیکن جب بارش کا چھینٹا نہیں پڑتا تو دعائیں کرتے ہیں کہ الٰہی بارش اتار لیکن جب خدا تعالیٰ کا کلام آجاتا ہے تو کہتے ہیں ہم اسے نہیں مانتے۔ ایک ہفتہ نہیں، دو ہفتہ نہیں، سال نہیں، دو سال نہیں، تین صدیاں گذر جاتی ہیں جسے فیج اعوج یعنی روحانی قحط کا زمانہ کہا جاتا ہے اس کے بعد وہ بادل آتا ہے جس سے روحانی دنیا کی سرسبزی اور شادابی وابستہ ہے لیکن بجائے اس کے کہ دنیا اس پر خوش ہوتی اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتی اس بارش کے ہونے پر الٹی ناراض ہو کر اپنے کھیتوں سے اس کے پانی کو باہر نکالتی ہے۔ کیا یہ اس بات کی علامت نہیں کہ ان کے دل مرچکے ہیں اور خدا کی محبت ان میں سے نکل چکی ہے کیونکہ وہ کلام الٰہی کے آنے پر بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اس کے لئے دعائیں مانگنا تو الگ رہا اسے رد کرنے کی کوشش کرتے اور اس کے متعلق ہنسی اور تمسخر کرتے ہیں۔ انہیں اپنی کثرت اور زیادتی پر گھمنڈ ہے اور یہ نہیں جانتے کہ کثرت پر گھمنڈ کرنے والے قلیل بن جایا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ تھوڑوں کو بہت اور بہتوں کو تھوڑے بنا دیتا ہے۔ وہ نہیں جانتے کہ خدا کے فضل کا انکار کتنا بڑا عذاب بن جاتا ہے۔ اگر ایک ملک میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے غلہ نہ پیدا ہو تو دوسرے ملک سے آجاتا ہے لیکن روحانی بارش کے لئے تو اور کوئی جگہ نہیں۔ ایک دفعہ ہندوستان میں قحط پڑا تو امریکہ سے غلہ لے آئے مگر روحانی قحط کے وقت کہاں سے کوئی روحانیت لا سکتا ہے۔ روحانی غذا آسمان پر ہی پیدا ہوتی اور وہاں سے ہی نازل ہوتی ہے۔ اگر وہاں سے نہ اترے تو کسی جگہ سے نہیں مل سکتی۔ پس یہ رونے کا مقام ہے کہ لوگوں کے دلوں پر اتنا زنگ لگ گیا ہے کہ وہ اپنے فائدہ کی چیز سے بھاگتے اور ناراض ہوتے ہیں۔

اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ ہماری جماعت کے لوگ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے روحانی پانی سے فائدہ اٹھایا ہے وہ دعائیں کریں کہ خدا تعالیٰ ہمارے دوسرے بھائیوں کے دل بھی کھول دے اور وہ اس ابر کرم کے نیچے آجائیں جو خدا تعالیٰ نے روحانیت کو زندہ کرنے کے لئے نازل کیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہماری جماعت کے لوگوں کا یہ بھی کام ہے کہ تبلیغ بھی

کریں۔ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (الاعلیٰ ۱۰) نصیحت کرو۔ نصیحت کرو کیونکہ ہمیشہ نصیحت کرنے میں فائدہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے لئے یہ بھی دعا کی تھی۔ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ (ابراہیم ۳۸) کیونکہ دلوں کا کھولنا کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔ دلوں کو خدا ہی کھول سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عرب آیا یہ لوگ چونکہ عام طور پر سوالی ہوتے ہیں وہ جب کچھ دنوں کے بعد یہاں سے جانے لگا تو حضرت مسیح موعودؑ نے کرایہ کے طور پر اسے کچھ دیا مگر اس نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں نے سنا تھا آپ نے مأمور ہونے کا دعویٰ کیا ہے اس لئے آیا تھا کچھ لینے کے لئے نہ آیا تھا۔ چونکہ یہ ایک نئی بات تھی کیونکہ اس علاقہ کا شاید اب تک بھی کوئی ایسا شخص نہیں آیا جو سوالی نہ ہو۔ اس بات کو دیکھ کر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا آپ کچھ دن اور ٹھہر جائیں وہ ٹھہر گیا اور بعض لوگوں کو آپ نے مقرر کیا کہ اسے تبلیغ کریں۔ کئی دن تک اس سے گفتگو ہوتی رہی مگر اسے کوئی اثر نہ ہؤا۔ آخر تبلیغ کرنے والے دوستوں نے حضرت مسیح موعودؑ سے عرض کیا یہ بڑا جوشیلا ہے سوالی لوگوں کی طرح نہیں اسے صداقت کی تڑپ معلوم ہوتی ہے اس کے لئے دعا کی جائے۔ آپ نے دعا کی اور آپ کو بتایا گیا اسے ہدایت نصیب ہو جائے گی۔ خدا کی قدرت اسی رات اسے کسی بات سے ایسا اثر ہؤا کہ صبح اس نے بیعت کر لی اور پھر چلا گیا۔ حج کے موقع پر مجھے بتایا گیا کہ کئی قافلوں کو اس نے تبلیغ کی۔ ایک قافلہ والے اسے مار مار کر بے ہوش کر دیتے تو ہوش آنے پر اٹھ کر دوسرے قافلہ کے پاس چلا جاتا اور تبلیغ کرتا۔ تو بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جب سینے کھولے تو کھلتے ہیں۔ ہماری ترقی کام کے مقابلہ میں بہت محدود ہے اور اس وقت تک محدود ہی رہے گی جب تک ہم میں سے ہر ایک کو تبلیغ کے لئے وہ جنون نہیں پیدا ہوتا جس سے دنیا کا فتح ہونا وابستہ ہے۔ ایک آگ لگی ہونی چاہئے اور لوگوں کے ہدایت پا جانے کے متعلق تڑپ ہونی چاہئے جس سے وہ محسوس کریں کہ ہمارے دلوں میں ان کے لئے درد ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ ہماری باتوں میں اثر ڈالے اور ہمارے گم شدہ بھائیوں کو ہم سے ملائے۔

(الفضل ۳۱ / اگست ۱۹۲۸ء)

۱ بخاری کتاب الادب باب رحمۃ الولد وتقبیلہ ومعانقتہ